متفرق

تین شامی دیہات میں اب بھی ارامی زبان بولی جاتی ہے۔

تین شامی دیہات میں اب بھی ارامی زبان بولی جاتی ہے مالُولا، بخّا اور جُوبادین کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آج روئے زمین پر صرف یہی بستیاں ہیں جن کے باشندے ارامی زبان بولتے ہیں۔ ان دیہات کی مجموعی آبادی ۱۸ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ ارامی زبان کے بارے میں واضح رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بولتے تھے۔

یہی زبان "عہد نامۂ عتیق" کی تاریخ کے بڑے حصے میں مشرقِ وسطیٰ میں بولی جاتی تھی۔ ارامی نے ساسانی دور (آغاز ۵۳۹ ق - م) میں بہت ترقی حاصل کی۔ بابل (Babylon) میں یہودیوں نے اپنے ستر سالہ زمانۂ قید میں عبرانی کی جگہ ارامی اختیار کرلی تھی۔ جب بابل پر ساسانیوں نے قبضہ کرلیا تو یہود کو واپس فلسطین جانے کی اجازت مل گئی۔ وہ ارامی بولتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مشرقِ وسطیٰ کے بڑے حصے میں ارامی کی جگہ یونانی نے لے لی تھی، تاہم فلسطین کی آبادی میں ارامی مشترکہ زبان رہی۔ (دی پلین ٹروتھ، اگست ۱۹۹۳ء)

بحیرۂ مُردار کے طومار

جوں جوں وادی قمران کے طوماروں تک رسائی آسان ہوتی جارہی ہے، ان کے بارے میں اہلِ علم کے درمیان اختلاف بتدریج بڑھتا جارہا ہے۔ یہ طومار کس نے لکھے؟ اور کیوں؟ روایتی نقطۂ نظر کے مطابق یہود کے فرقے، ایسینی نے یہ طومار تیار کیے اور قمران کی اپنی خانقاہ کے قریب محفوظ کیے۔ اب اہل علم بہت مختلف آراء کا اظہار کررہے ہیں۔

۱۔ نیویارک یونیورسٹی کے لارنس ایچ - شف مان کا خیال ہے کہ ان طوماروں کے لکھنے والے یا ایسینی نہیں تھے اور اگر وہ ایسینی ہی تھے تو یہ لوگ راہب صدوقیوں کی ایک شاخ تھے۔

۲۔ کیلی فورنیا سٹیٹ یونیورسٹی لانگ بیچ کے رابرٹ ایچ ایزن مین کی رائے ہے کہ یہ طومار یروشلم چرچ کے سربراہ جیمس (برادر حضرت عیسیٰؑ) کے پیروکاروں کی تخلیق ہیں۔

۳۔ یونیورسٹی آف شکاگو کے نورمن گولب کی رائے ہے کہ کسی ایک گروہ نے یہ طومار نہیں لکھے۔ نیز قمران کے مقام پر کوئی خانقاہ یا قلعہ نہیں تھا۔ اُن کی سوچ کے مطابق قمران میں موجود غاروں کو مختلف